براھوئی خواتین اور انکے لوک گیت

رمضان بامری
شعبہ فارسی، جامعہ کراچی

تلخیص

لوک گیت بلوچستان سرزمین میں ایک تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس بات کی دلیل سارونہ اور مہرگڑھ جیسے آثاروں میں ملتی ہے، لوک گیت براھوئی خواتین کے توسط بلوچستان کے نہ صرف سنگلاخ چٹانوں تنگ وادیوں اور وسیع ریگستانوں میں گونجتی ہیں بلکہ یہ اعلیٰ تہذیبی روایت کے امین بھی ہیں، براھوئی زبان ماہر لسانیات کے مطابق دراوڑی زبان کی شاخ ہے اور اس زبان کا بہت بڑا ذخیرہ آج بھی دراوڑی زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ براھوئی ادب کو عموماً تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک "خلقی ادب" دوسرا "رومانوی" اور تیسرا "رزمیہ" خلقی ادب جو کہ موضوعی اعتبار سے کہانیاں، داستانیں وغیرہ اکثر خواتین کے توسط سے لوک گیتوں کے ذریعے شامل ہوتے ہیں اور ضرب المثال کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ رومانوی داستانیں جنہیں عشقیہ داستانیں کہتے ہیں یہ صنف براھوئی خواتین کے توسط سے براھوئی ادبیات میں شامل ہوئے، اور رزمیہ داستانیں جن میں جنگی روایات ہوتی ہیں خواتین جنگجوؤں اور بہادروں کی حوصلہ افزائی کے خاطر لوک گیتوں کے شکل میں پیش کیا کرتی ہیں۔ جسکے عنوان: "زیبل"، "زیب جان"، "نازل"، "مومل" اور گڑدلو وغیرہ ہوتے ہیں۔

کلیدی الفاظ: براھوئی ادبیات، خواتین کا کردار، لوک کہانیاں، قبائلی ثقافت، بلوچستان

Abstract

Baluchistan is an ancient and historical land where also situated an ancient site, such as, Mahrgarh. It is a fact that before coming of Aryans in this region, it existed a great and civilized Baloch and Brahvi Civilization, the brahvis actually belong to the Baloch and like the Balochi Literature, the Brahvi literature is also divided into three periods, viz: Khalqi Adab (Creative literature), Ta'amiri Adab (Constructive literature), and Lok Adab (Folklore Literature). The women contribution in the Brahvi literature is known with the title of: 'Zaibul', 'Zab Jan', 'Gul Jan' , 'Phul Jan' , 'Phulu' , 'Momal' etc. The Brahvi society is a tribal one; that's why the topics of the poetry are also very much influenced by tribal traditions and customs.

Keywords: Bravi Literature, Role of women, Folklores, Tribal Culture, Balochistan.

سرزمین بلوچستان جہاں سیاسی، معاشی، اور جغرافیائی اہمیت کا حامل ہے وہاں یہ تاریخی تہذیبی گہوارہ بھی ہے۔ سارونہ اور مہر گھڑھ سے جو تاریخی شواہد ملے ہیں وہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ نہ صرف سنگلاخ چٹانوں، تنگ وادیوں اور وسیع ریگستان کی سرزمین ہے بلکہ اعلیٰ تہذیبی روایت کا بھی امین ہے۔ آریاؤں کی آمد سے پہلے یہاں ایک اعلیٰ و ارفع تہذیب بلوچ اور براھوئی کے درمیان موجود تھی جس کی کرنوں سے موہنجوڈرو ہڑپہ کی تہذیبوں نے پرورش پائی۔ یہاں جو تہذیبیں اور زبانیں مروج تھیں وہ کونسی تھیں؟ ماہرین آثار قدیمہ و لسانیات کی تحقیقات کے مطابق یہاں دراوڑ (براھوی) بستے تھے۔[۱] براھوئی زبان کو بھی ماہرین نے دراوڑی زبان کی شاخ تسلیم کیا ہے بلکہ اسے سب سے قدیم دراوڑی زبان مانتے بھی ہیں۔[۲] براھوئی الفاظ کا بہت بڑا ذخیرہ آج بھی دراوڑی زبانوں میں موجود ہے۔

براھوئی ادب کو عام طور پر تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جس میں دور اول کو "خلقی ادب" کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہے لوک یا عوامی ادب کے ہیں۔ موجودہ موضوع براھوئی خواتین اور انکے لوگ گیت کے حوالے سے ہے تو ہم براھوئی لوک گیت، کہاوتیں اور ضرب المثال پر بات کریں گے جو کہ نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ زبانی روایات، ہماری زندگی کے تانے بانے بنتی ہیں اور یہ روایات نسل در نسل منتقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچتی ہیں اور ہمیں انہیں اگلی نسلوں تک منتقل کرنا ہے۔ لوک روایات لوک ادب کے ذریعے ہر معاشرے کو متاثر کرتی چلی آئی ہیں کیونکہ یہ ہماری معاشرتی زندگی کے بودوباش طرز عمل اور طرزِ فکر کی نشاندہی کرتی ہیں۔[۳]

لوک گیت ہر تہذیب و ثقافت کے بنیادی عنصر ہیں جو صدیوں کے تہذیبی عمل سے ترتیب پاتے ہیں۔ ان لوک گیتوں کے خالق بزرگ، چرواہے اور سادہ لوح دیہاتی ہیں۔ ان گیتوں میں

انتہائی سادگی اور دلکشی پائی جاتی ہے۔ ان میں معصوم جذبات کے ساتھ ساتھ خیالات کی نفاست ان کی خاص مقبولیت کا سبب بنتی ہیں۔ براھوئی لوک گیتوں میں بھی ہمیں یہی چیز نظر آتی ہے جو کہ قدرتی و فطری دیہاتی ماحول، بے آب و گیاہ چٹیل میدان سنگلاخ پہاڑوں اور وادیوں میں جنم لیتی ہیں۔ براھوئی لوک گیتوں کے موضوعات میں تنوع پایا جاتا ہے، ان لوک گیتوں کی خالق زیادہ تر براھوئی خواتین ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان گیتوں میں خواتین کا ذکر و کردار کثرت سے پایا جاتا ہے۔ مورخین کے نزدیک اس کی ابتداء سوزو نامی خاتون سے ہوتی ہے۔ ڈاکٹر علی احمد براھوئی کی تحقیق کے مطابق "سوزو" کی محبوبہ تھی جسے حاصل کرنے کے لیے اس نے سوزو کے والد کے سامنے سحر انگیز رقص پیش کر کے اسے حاصل کیا تھا۔[۴] شو دراوڑی دیوتا ہے جسے بعد میں آریاؤں نے اپنایا۔ "شو" کے گیت براھوئی زبان میں موجود ہیں۔ "سوزو" کے معنیٰ سانولی کے ہیں۔ سوزو جسے دھرتی ماتا کہا جاتا ہے اور آریا اسے "درپتی کالی ماتا" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ "سوزو" آج بھی براھوئی کا مقبول گیت ہے۔[۵] مثلاً

سوزو کنا سوزے سوزو
سوزو و جانی دوٹی ناجوزء سوزو
سوزو کنا ساہء سوزو
اور سوزو جانی رنگ ناخر ناچاہء سوزو

ترجمہ:

سوزو میری سانولی محبوبہ ہے۔ سوزو جانی تیرے ہاتھ میں کھوپرا ہے تو میری سوزو ہے سانولی سلونی تو میری جان ہے۔ سانولی سلونی تیری رنگت سبز چائے جیسی ہے۔

بلوچستان کی سنگلاخ و بے آب و گیاہ وادیوں میں پانی کی قلت جہاں زندگی بڑی مشکل سے گزرتی ہے۔ پانی ہر جاندار کی بنیادی ضرورت ہے جب پانی دستیاب نہ ہو تو سانسوں کی ڈوری ٹوٹنے لگتی ہیں۔ اس کیفیت کو ایک پیاسا ہی بہتر محسوس کر سکتا ہے۔ براھوئی لوک شاعری میں پانی کی طلب انتہائی شدت و احساس کے ساتھ نہ صرف موجود ہے بلکہ محسوس بھی کی جا سکتی ہے۔ ایک براھوئی کہاوت ہے کہ۔[۶]

"تاس ئس دیرینا صد سال وفا"

یعنی: ایک گلاس (کٹورہ) پانی کے عوض سو سال وفا کرنی ہوتی ہے زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے جہاں یہ کیفیت و حالت موجود ہو تو پھر وہاں محبوب سے حسن و جمال کی بات کرنے کی بجائے پہلی ترجیح پانی ہی ہوتی ہے، ایک مقبول عام براھوئی لوک گیت "کنے دیر ایتے" یعنی "مجھے پانی پلا دو جس میں محبوبہ سے پہلی طلب پانی یعنی زندگی کو برقرار رکھنے اور بعد میں لطیف احساسات اور ارمانوں کی بات ہوتی ہے۔

او زیبو کنے دیر ایتے
نادیک ھنینو کنے دیر ایتے
دیر دیر کیوہ کنے دیر ایتے
است دیر کیوہ کنے دیر ایتے
پر کہ تاس ءکنے دیر ایتے
نیم شف ناپاس ءکنے دیر ایتے[۷]

ترجمہ:

اے حسینہ مجھے پانی پلا دو۔ شیریں ہاتھوں سے مجھے پانی پلا دو۔ میں یہاں پیاس
سے مرا جا رہا ہوں مجھے پانی پلا دو۔ میرا دل اضطراب کا شکار ہے مجھے پانی پلا دو۔
وقت ہے نیم شب کا مجھے پانی پلا دو۔

براھوئی لوک گیتوں میں محبوبہ زندگی کی علامت ہے۔ تاہم براھوئی لوک گیتوں میں خواتین کے ذکر اور کردار کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔[۸]

1. وہ لوک گیت جن میں خواتین کا ذکر ہے اور جن کے عنوان ہی خواتین کے ناموں سے ہیں۔
2. وہ لوک گیت یا لوک اصناف جن کی زبان و انداز بیان یا طرز کلام نسوانی ہے۔
3. وہ لوک گیت جن میں خواتین پر معاشرہ میں ہونے والے مظالم کا ذکر ملتا ہے۔[۹]

ہمارے معاشرے میں عورت گاؤں دیہاتوں میں مرد کے شانہ بشانہ کام کرتی ہے۔ قبائلی نظام کی اپنی روایات ہیں۔ جہاں اسے ایک طرف محبت، عزت و احترام دیا جاتا ہے۔ وہاں اسے محسوس و غیر محسوس طور پر ہزاروں دکھ جھیلنے پڑتے ہیں۔ باپ بھائی شوہر کا فوت ہونا یا کہ قتل ہونے پر جو درد سہنا پڑتا ہے اسے ایک ماں، بہن اور بیوی ہی بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے۔ یہی بہن و بیٹی کا بے پناہ پیار اور محبت جس نے والدین کے ساتھ گدانوں (بلوچستان میں ایک خاص قسم کے روایتی گھر ہوتے ہیں جو کہ مٹی اور کھجور کے شاخوں سے بنتے ہیں) میں آزاد زندگی گزاری ہو، خون بہا میں دشمن کے ہاتھوں زندگی بھر کے طعنے اور تلخیاں برداشت کرتی ہیں تو کبھی کبھار دور بیاہی گئی پردیس میں اپنے پیارے رشتہ داروں کو یاد کرتی ہے۔[۱۰]

براھوئی میں لوک رومانوی داستانیں جنہیں ہم عشقیہ داستانیں بھی کہتے ہیں انتہائی کم ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں مگر لوک گیتوں میں اس طرح کے موضوعات باقاعدگی کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ عورت کے حوالے سے درج ذیل عنوانات کی لوک شاعری ہی ملتی ہے جیسے کہ زیبل، زیب جان، گل جان، پھل جان، لال نادانہ، پھلو، نازل، مومل، گڑدلو وغیرہ۔[11] یہ عنوانات حسن جمال کے حوالے سے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ خوبصورت و دراز قد کے لیےکوشٹ، گزاری، گڑدلو اور رنگت کے لیے سوزو (سانولی سیلونی) مشکی، سوزوجان وغیرہ کے نام استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کیلوہڑا، ناز گل، جیلو، مومل، مودی، دردی، بندو، لالڑی، سونٹرا، ساہ جان، لکھو، ناسو، چوڑو، سونی، نازپری وغیرہ۔[12]

براھوئی لوک گیتوں میں محبوبہ کا اصل نام کہیں بھی نہیں ملتا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں عورت کو اس کے نام سے پکارنا انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے۔[13] خصوصا شعراء کی زبان میں کسی عورت کا نام لیکر شعر کہاجائے تو اس پر قبائلی رنجشیں ہوتی ہیں، مزید وہ عورت موردِ الزام بھی ٹھہر سکتی ہے۔ اس لیے فرضی ناموں سے محبوبہ کی تعریف کی جاتی ہے۔ اس طرح کیلوایک شوخ وچنچل دوشیزہ کی رومانوی داستان ہے جو کہ اسی نام سے منسوب ہے کیلوہڑا میں راز و نیاز کی باتیں کی جاتی ہیں جس میں مختلف انداز کے احساسات کا اظہار مختلف کنایات سے ہو گا۔ براھوئی لوک شاعری میں "چانچل" ایک مشہور گیت ہے۔ جس کو ایک اونٹنی "چانچل" کے نام سے منسوب کیا گیاہے۔ چانچل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

چانچلءپاریٹ جنگل آہنپہ
جنگل آکاسہ بےئےتے نی کنہپہ
چانچل ناگودی اسکہ حورا
چانچل آپاریٹ شعر ئس ای پورا[14]

ترجمہ:

چانچل کو منع کیا تھا کہ جنگل کی طرف نہ جا اگر جنگل گئی تو کوئی چیز نہیں کھانا
چانچل کی مالکن حورا نامی خاتون تھی جس نے چانچل کے لیے یہ لوک گیت
تخلیق کیے ہیں۔[۱۵]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چانچل داستان کی شاعری حورا نامی عورت کی تھی جو کہ اپنے آپ کو چانچل اونٹنی کی مالکن ظاہر کرتی تھی۔ بعض اوقات ان فرضی ناموں میں خواتین کے اصلی نام آتے ہیں۔ جنہیں فرضی نام سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے ان پر سخت رد عمل نہیں ہوتا۔ جیسے نا آذل، پھلجان، سوزو، پھلو وغیرہ آج بھی یہ نام خواتین کے ہاں مقبول ہیں۔ براھوئی لوک گیتوں کے عنوانات رنگ قد و قامت صفت و ثنا، رفتار و گفتار کے حوالے سے رکھے جاتے ہیں۔ الغرض اس طرح کے حوالوں سے سینکڑوں لوک گیت ملتے ہیں۔[۱۶]

براھوئی لوک شاعری کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہمارے بہت سے گیتوں کی تخلیق خواتین سے منسوب ہیں۔ ان صلاحیتوں کے مظاہر کسی نہ کسی صورت میں آج بھی بلوچستان کے سرزمین میں جاری ہیں۔

لولی

لولی یا کہ لوری تقریباً ہر زمانہ میں موجود ہے لولی ماں کی ممتا کا اظہار ہے جو کہ اپنے لختِ جگر کو سلاتے وقت دیتی ہے۔ اس میں اس کی درازی عمر ترقی و سلامتی اور سکون کے لیے دعائیں شامل ہوتی ہیں۔ ایک بہتر زندگی بہادری کے ساتھ گزارنے کی خواہش کی جاتی ہے۔[۱۷] براھوئی زبان میں بچوں کی بولیاں بڑوں کے لب و لہجہ سے ذرا مختلف ہوتی ہیں۔ ان کو انکی توتلی زبان میں الفاظ کو مدہم و سریلا بنایا جاتا ہے۔ مثلاً سونے کے لیے عام طور پر بڑوں کے لیے لفظِ خاچ کہا جاتا ہے۔ جبکہ بچوں کو

مخاطب ہو کر کہا جاتا ہے کہ "لولو کر ک" اسی سے لولی نکلی ہے لول میٹھی سُروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان میں ایک قسم کا سُر ور اور دھیما پن موجود ہوتا ہے جس سے راحت پا کر بچہ سو جاتا ہے۔[۱۸]

نازینک یا نازینگ

اس قسم کی گیتوں میں خوبیاں بیان کی جاتی ہیں۔ جب بچہ جوان ہوتا ہے تو والدین اس کی شادی کی فکر کرتے ہیں۔ ماں اپنے لاڈلے کے لیے نازینک (گیت) "جی اڑی جان" گاتی ہے، جو بہت مشہور ہے۔[۱۹] جس میں شادی بیاہ کی مکمل تیاریوں کا ذکر بڑے مسحور کن انداز میں کیا جاتا ہے۔

ھالو

خواتین شادی بیاہ کے موقع پر یہ گاتی ہیں۔ اس میں "ھالو ھلو" کی بڑی خوبصورت تکرار پائی جاتی ہے۔[۲۰] اس گیت میں عورتیں دولہا اور دلہن کا نام لے کر ان کے اوصاف و خوبیوں کو بیان کرتی ہیں اور ساتھ ساتھ ان کے عزیز و اقارب کے لیے بھی حسین اور تعریفی گیت گائے جاتے ہیں۔ براھوئی میں "ہالو" کے معنیٰ خوش کرنے کے ہیں۔ بعض اوقات خوبصورت طنز و مزاح کا اظہار کیا جاتا ہے جیسے۔

ہلو ہالو ہلو ہالو

دم دم تازیات ء

مال تا پات ء[۲۱]

یہ طنزیا مذاق دلہن کی سہیلیوں کی طرف سے دولہا والوں پر کیا جاتا ہے اور انہیں کہا جاتا ہے کہ ڈھول و باجے تو زیادہ بجائے جارہے ہیں مگر شادی کی لوازمات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جبکہ دولہا کی طرف سے جس طرح کے ہالو نظر آتے ہیں وہ زیادہ تر دعائیہ کلمات پر مشتمل ہوتے ہیں۔

لاڈو لڈو

یہ خوشی کا ایک انمول کلمہ ہے اس کی تکرار لاڈو لڈو لاڈو لاڈے لاڈے لڈے یا لاڈے لیلاڈے ہیں۔ اصل میں یہ

استونا استار ساہ

لاڈی ناد شتار ساہ کنا

لاڈے لیلاڈے لیلاڈے [۲۲]

ترجمہ:

شب کا ستارہ درخشاں ہے میری جان۔ لاڈلی کا منگیتر پیارا ہے میری جان

لیٹکو

شادی کا بندھن جہاں ملاپ ہے وہاں اپنوں سے دوری بھی ہے پیا دیس بسنے سے اپنوں کی جدائی اداس کر دیتی ہے۔ اس اداسی کا اظہار گھریلو کام کاج کے دوران یا فارغ وقت میں کڑھائی سلائی میں وہ لیٹکو کرتی ہیں۔ لیٹکو کے الفاظ انتہائی پر سوز ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی بندش و ہم آہنگی قابل رشک اور درد بھرے ہوتے ہیں۔ گانے والی نہ صرف خود روتی ہے بلکہ سننے والیاں بھی رو پڑتی ہیں۔ لیٹکو کی بندش تین مصرعوں پر مشتمل لوک ادب کی صنف ہے۔ جو کہ جاپانی ہائیکو کے قریب ہے۔ [۲۳]

زھیریگ یا زھیری

زھیرک یا کہ زھیری بھی جدائی کا گیت ہے جو عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کی جدائی کی شدت کو محسوس کر کے گایا جاتا ہے۔ زھیریگ مرد اور عورت دونوں کی جدائی کے سبب گاتے

ہیں۔ البتہ یہ صنف زیادہ تر عورتیں گاتی ہیں۔ ان میں بھولی بسری یادوں کی کہانی ہوتی ہیں۔ خواہ یہ جدائی دوست کی ہو یا والدین میں سے کسی کی یا کہ اولاد کی۔ جس کا درد و غم دل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اُس بہن سے پوچھیں جس کا بھائی پردیس میں محنت و مشقت کرتا ہے۔[۲۴] اس ماں سے پوچھیں جس کا بیٹا اس سے دور ہے۔ یہ ایک حقیقی بات ہے کہ دوریوں میں دل اداس رہتا ہے۔ چاہتوں بھرے اداس دل کی ایک ایسی ظاہری کیفیت جس میں بہن یا ماں (عورتوں) کے جذبوں کا اظہار ملتا ہے۔ مثلاً:

دشت میں بھاگی پھروں
کسی کے ہاتھ اپنے بھائی کے لیے کہلوا بھیجوں اس کے لیے دل اداس ہے
مکران میرا وطن ہے
میرے بھائی کا خط نہیں آیا ہے
اس کے لیے دل اداس ہے
عید کا چاند ہے
بھائی کے لیے نگاہیں منتظر ہیں
اس کے لیے دل اداس ہے[۲۵]

موتک (مرثیہ)

براھوئی عورتیں موتک یا کہ ماتمی گیت بھی گاتی ہیں۔ موتک کو خصوصی طور پر خواتین کسی عزیز و اقارب کی موت پر ماتمی انداز میں گاتی ہیں۔ اس صنف کو براھوئی میں "مودہ" فارسی زبان "مویہ" بلوچی زبان میں "موتک" اور اس طرح عربی زبان میں "نوحہ" کہا جاتا ہے۔[۲۶] جس

میں مرحوم یا مرحومہ کی خوبیوں کو گنوایا جاتا ہے۔ عورتیں آپس میں مل کر مرثیہ (موتک) پڑھتی ہیں۔ براھوئی عورتیں مودہ گاتے وقت اپنی مرحومین کی تعریفیں کرتی ہیں۔ اور اس میں "سل" کی وہ داستان ہے جو کہ براھوئی عورتیں قبیلہ کی سربلندی کو قائم رکھنے کے لیے سیلاب میں بہہ جاتی ہے۔ مگر اپنے حجلہ عروس کو ہرگز نہیں چھوڑتی کہ کہیں اس پر اور اس کے قبیلہ پر الزام نہ آئے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:[۲۷]

سل ناجن برکء – سل کی بارات آنے والی ہے۔
سل ءدیرس درے – ہائے افسوس سل کو پانی بہا کر لے گیا
سل ناقلعہ خلوکء – سل کا حجلہء عروس تیار ہے
سل ءدیرس درے – ہائے افسوس سل کو پانی بہا کر لے گیا
سل نالمہ ہروکے – سل کی ماں اس کی راہ تک رہی ہے
سل ءدیرس درے – ہائے افسوس سل کو پانی بہا کر لے گیا۔

جب بھی براھوئی خواتین کے گائے ہوئے لوک گیتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو ہمیں غم اور خوشی کے دو علیحدہ علیحدہ احساسات ملتے ہیں۔ خوشی کے احساسات اس لیے کہ یہاں اچھے جذبے نیک ارادے پاکیزہ، محبت، انسانیت سے پیار، فطرت کے خوبصورت مناظر، محبوبہ کی شوخ ادائیں قربانی کا جذبہ۔ اور اسی طرح غم کے پہلو میں دوستوں کے فراق، رشتہ داروں سے جدائی، نوجوانوں کی قربانی، بھائیوں کے قتل اور اسی طرح قبائلی جنگیں جس میں بے شمار لوگ قتل ہوتے ہیں۔ جب ہم براھوئی معاشرے میں صرف عورت ذات کو انتہائی بے بسی اور مایوسی کے عالم میں پاتے ہیں تو ہمارا اس پر ہونے والے ظلم و جبر سے سامنا ہوتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مری، جسٹس میر خدا بخش(۱۹۷۳ء)قدیم بلوچی شاعری، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ، ص ۱۱

۲۔ اولس (مجلہ شمارہ ۱۹) کوئٹہ، سال چاپ ۱۹۷۷ء ص ۳۱

۳۔ صفاء، ذبیح اللہ (۱۲۳۱ھ) زنان سخنور، تھران، ص ۲۵۱

۴۔ نصیر، میر گل خان (۱۹۷۹ء)قدیم عشقیہ شاعری، کوئٹہ، ص ۱۱۲

۵۔ کوثر، انعام الحق (۱۹۸۸ء) بلوچستان میں فارسی شاعری، کوئٹہ، ص ۲۲

۶۔ ہاشمی، سید ظہور شاہ(۱۹۸۶ء)بلوچی زبان وادب کی تاریخ، کراچی، ص ۱۶۱

۷۔ بلوچی زند (۱۹۸۸ء) (براھوئی شمارہ)(مجلہ بلوچی شمارہ ۸۰)۔ کوئٹہ، ص ۶۲-۶۱

۸۔ مری، ڈاکٹر شاہ محمد (۱۹۸۵ء) بلوچی زبان وادب، کوئٹہ، ص ۱۸۱

۹۔ بلوچی لبزانک (مجلہ بلوچی)۔ کراچی۔ ۱۹۹۱ء ص ۱۸

۱۰۔ شاد، فقیر (۲۰۰۲ء) درپشوکیں سھل، کراچی، ص ۲۷

۱۱۔ خان، طاہر محمد (سن ندارد) بلوچی زبان وادب، قلات، ص ۱۵

۱۲ شاہوانی، عبدالقادر اثیر (۱۹۹۸ء)بلوچی زبان وادب، کوئٹہ، ص ۵۴

۱۳۔ بلوچ، سردار خان (۱۹۶۷ء) تاریخ ادبیات بلوچی، کوئٹہ، ص ۶۷

۱۴۔ القادری، کامل (۱۹۷۶ء)بلوچی ادبیات کا مطالعہ، کوئٹہ، ص ۹۴

۱۵۔ مری، شاہ محمد (۱۹۷۲ء)بلوچی قدیم شاعری، کوئٹہ، ص ۱۰۴

۱۶۔ مری، جسٹس خدا بخش (۱۹۹۲ء)قدیم بلوچی شاعری، کوئٹہ، ص ۲۷

۱۷۔ صابر، غوث بخش (۱۹۹۹ء)بلوچی ادب، اسلام آباد، ص ۱۴۷

۱۸۔ بخش زادہ، یوسف (۱۴۸۲ھ) قصہ ہای بلوچی، تھران، ص ۱۶
۱۹۔ بلوچ، علی دوست (۱۹۹۵ء) بلوچی دیوان، کوئٹہ، ص ۴۷
۲۰۔ سوغات (۱۹۹۲ء) (مجلہ) براھوئی خواتین شمارہ ۸۱، کراچی، ص ۱۱
۲۱۔ براھوئی، عبدالرحمٰن (۱۹۸۲ء) براھوئی زبان و ادب کی مختصر تاریخ، لاہور، ص ۱۲۱
۲۲۔ القادری، کامل (۱۹۷۶ء) بلوچی ادب کا مطالعہ، کوئٹہ، ص ۵۲
۲۳۔ ملک، خالق داد (۲۰۰۲ء) پاکستان کے علاقائی زبانوں کا اسلامی ادب، لاہور، ص ۱۱۲
۲۴۔ قاسم، ڈاکٹر غفور شاد (۱۹۹۵ء) پاکستانی ادب: ۱۹۴۰ سے تاحال، لاہور، ص ۸۶
۲۵۔ احمد خان، پروفیسر سعید (۱۹۹۱ء) سرزمین افغان اور بلوچ (جلد دوئم)، کوئٹہ، ص ۹۱
۲۶۔ شاھوانی، نادر (۱۹۹۰ء) لالہ بلوچستان، کوئٹہ، ص ۱۸۲
۲۷۔ البوشھری، ڈاکٹر محمد اسماعیل دشتی (۱۹۹۹ء) بلوچستان تاریخ اور عرب تہذیب، کراچی، ص ۳۰۱

رمضان بامری بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فارسی، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔